ضعیف احادیث بالخصوص "فضائل اعمال"سے استشہاد اور جمہور فقہاء کا مؤقف

Substantiation from Weak Ahadith Especially Quoted in Fazail-e-Aamal" and View Point of Popular Jurists"

سناضیاء*
شبانہ نورین**

Abstract

Aḥādīth is the second most important source of guidance in Islamic jurisprudence. Aḥādīth is the collection of traditions which consists of the Prophet (PBUH) sayings as well as an account of his daily practice. The companions of the prophet took great care in accounting aḥādīth in light of the Prophet’s (PBUH) sayings. However, the later generations overlooked that diligent practice and attempted to fabricate aḥādīth in order to destroy Islam. This can be illustrated from an event when a person who was about to be hanged mocked caliph Haroon ur Rasheed about four thousand aḥādīth fabricated by him. The Caliph replied that he didn’t know Abdullah bin Mubarak who would sift these aḥādīth. Hence the Ummah felt the urgent need to cleanse the traditions of the Prophet(PBUH)from impure ambitions of liars, and so the practice of delving deep into the background of the narrators of aḥādīth like where they were born, instructed, travelled became important. In this way, the scholars developed the system of Jarhwa Ta'deel through which they divided aḥādīth into different categories according to the life and conduct of narrators. One such category is known as "Weak aḥādīth." In this paper, weak traditions from the book of aḥādīth especially Fazaile A’mal are selected in order to discuss their weaknesses and the scholars’ perspective on them.

Key Words: Aḥādīth,Weak aḥādīth, Fazail-e-A’amal

---

*لیکچرار ،ومن یونیورسٹی مردان۔
**پی ایچ ڈی اسکالر،شہید بینظیر بھٹو وومن یونیورسٹی پشاور۔

ضعیف حدیث کی تعریف

لغت میں ضعیف بمعنی کمزور اور طاقتور و قوی کے مترادف کے طورپر مستعمل ہوتا ہے۔[1] قرآن پاک میں بھی انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا﴾[2]

"اور پیدا کیا انسان کو کمزور۔"

ضعف و کمزوری حسّی اور معنوی دونوں ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہاں پر معنوی ضعف مراد ہے۔ ائمہ متقدمین ومتاخرین سے حدیث ضعیف کی اصطلاحی تعریف سے متعلق مختلف اقوال منقول ہیں جیسے حافظ ابن قیم(رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ:

«لَيْسَ الْمُرَادُ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ فِي اصْطِلَاحِ السَّلَفِ هُوَ الضَّعِيفُ فِي اصْطِلَاحِ الْمُتَأَخِّرِينَ بَلْ مَا يُسَمِّيهِ الْمُتَأَخِّرُونَ حَسَنًا قَدْ يُسَمِّيهِ الْمُتَقَدِّمُونَ ضَعِيفًا»[3]

"حدیثِ ضعیف سے مراد سلف کی اصطلاح میں وہ نہیں ہے جسے متاخرین ضعیف کہتے ہیں۔متقدمین کی اصطلاح میں اس حدیث پر ضعیف کا اطلاق کیا جاتا ہے جسے متأخرین حسن کہتے ہیں۔"

ضعیف حدیث سے استشہاد کے ضمن میں جمہور فقہاء کے طرز عمل سے واضح ہوتا ہے کہ جب انہیں کسی باب میں حدیث صحیح نہیں ملتی تو وہ ضعیف حدیث سے استدال کرتے تھے۔امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ:

«اَلْخَبَرُ الْمُرْسَلُ وَ الضَّعِيْفُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَوْلٰى مِنَ الْقِيَاسِ»[4]

"نبی کریمﷺ سے منسوب مرسل اورضعیف حدیث میرے نزدیک قیاس سے اولیٰ ہے۔"

لہٰذا نماز میں قہقہہ لگانے کو مبطل صلوٰۃ ، ناقض وضو «مَن ضَحِكَ فى الصَّلاةِ أن يُعيدَ الوُضوءَ والصَّلاةَ»[5] "جو تم میں سے نماز میں قہقہے کے ساتھ ہنسا ہو وہ وضو اور نماز(دونوں) لوٹائے" اور «لَا مَهْرَ أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ»[6] اور مہر دس درہم سے کم نہیں جیسی احادیث کو جو بہ اتفاقِ محدثین ضعیف ہیں احناف قیاس کے بجائے ان روایات کو معمول بہ بناتے ہیں۔

اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ ضعیف روایت(راوی کے سوءِ حفظ اور قلتِ ضبط کی بنیاد پر) کو اس وقت تک رد نہیں کرتے تھے جب تک کوئی صحیح حدیث اس باب میں نہ مل جاتی۔اپنے بیٹے سے مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

«تَعْرِفُ طَرِيْقَتِيْ فِيْ الْحَدِيْثِ لَسْتُ اُخَالِفُ مَا ضَعُفَ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْ الْبَابِ مَا يَدْفَعُهٗ»[7]

"حدیث کے معاملے میں تم میرے طریقے سے واقف ہوکہ میں ضعیف حدیث کی مخالفت نہیں کرتا،جب تک اس باب میں اس (حدیث ضعیف) کے مخالف کوئی روایت نہ مل جائے۔"

ائمہ متقدمین مثلاًامام ابوحنیفہؒ،امام مالکؒ،امام اوزاعیؒ اور امام سفیان ثوریؒ وغیرہ کے نزدیک مرسل

حدیث سے استدلال جائز ہے ۔حافـظ ابن صـلاح یـوں لکھتے ہیں کہ:

«وَالِاحْتِجَـاجُ بِـهِ مَـذْهَبُ مَالِـكٍ وَ أَبِي حَنِيفَـةَ وَأَصْـحَابِهِمَا [رَحِمَهُمُ اللّٰہُ]»[8]

"امـــام ابوحـــنیفہ اور امـــام مالـــک رحمہم اللہ اور ان کے اصـحاب اس (حـدیث مرسـل)سـے اسـتدلال جـائز رکھـتے ہیں۔"

حافظ بلقینی لکھتے ہیں کہ:۔

«اِنَّ التَّابِعِیْنَ اَجْمَعُـوْا بِـاَمْرِهِمْ عَلٰی قُبُـوْلِ الْمُرَاسِـیْلِ وَلَمْ یَأْتِ عَنْهُمْ اِنْكَارُهُ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ بَعْدَهُمْ اِلٰی رَأسِ الْمِائَتَیْنِ»[9]

"تمام تابعین متفقہ طور پر مرسل روایات کو قبول کـرتے تھے۔تـابعین اور ان کے بعـد دوسـری صـدی ہجـری کی ابتداء تک ائمہ میں سے کسـی کی طـرف مراسـیل قبـول کرنے سے انکار ثابت نہیں۔"

مرسل حدیث کو امام احمد ضعیف حدیث قرار دیتے تھے۔ امام احمد بھی صحیح حدیث نہ ملنے کی صـورت میں قیـاس کے مقـابلے میں ضـعیف حـدیث کـو تـرجیح دیـتے تھے۔ تدریب الراوی میں امام احمد کا قول مذکور ہے کہ:

«إِنَّ ضَعِيفَ الْحَدِيثِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْرَأْيِ الرِّجَالِ»[10]

"ضـعیف حـدیث لوگـوں کی رائے کے مقـابلے میں مـیرے نزدیک بہتر ہے۔"

اســـی طـــرح امـــام اوزاعی بھی اس ضـــمن میں مقطوعـات اور اہل شـام کی مراسـیل سـے اسـتدال جـائز

سمجھتے تھے۔امام شافعیؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حدیث مرسل کو ناقابلِ استدلال قرار دیا۔اس کے بعد محدثین کا مرسل روایت کو قبول نہ کرنے پر اتفاق ہوگیا، حالانکہ خود امام شافعیؒ کسی باب میں صحیح اور حسن حدیث نہ ملنے کی صورت میں مرسل روایت قبول کرتے تھے۔

تاہم یہاں یہ امر واضح رہے کہ ضعیف حدیث سے ائمہ متقدمین وہ حدیث مراد لیتے ہیں جو ائمہ متأخرین کے نزدیک حدیث حسن ہے۔لہذا فضائل ووعظ کے ابواب کے علاوہ احناف وحنابلہ جہاں کہیں بھی ضعیف حدیث کو بطور حجت واستدلال پیش کرتے ہیں اور مسائل اخذ کرتے ہیں وہاں اس سے مراد متقدمین کی اصطلاح ہے۔

فضائل اعمال کے باب میں ضعیف حدیث سے استشہاد اور جمہور فقہاء کا موقف

فضائل کے ابواب میں ضعیف حدیث کو قبول یا رد کرنے سے متعلق دو گروہ ہیں ایک گروہ مطلق انکار کا قائل ہے کہ کوئی بھی ضعیف حدیث دین کے کسی بھی معاملہ میں نقل کرناقابل قبول نہیں ، نہ فضائل کے باب میں اور نہ ہی احکام و عقائد میں۔جب کہ اکثرائمہ ومحدثین کے نزدیک احکام کے سوا ابوابِ فضائل،ترغیب وترہیب اور مناقب وغیرہ میں ضعیف احادیث سے استدلال جائز ہے۔اس ضمن میں محمد الحطاب المالکی رقمطراز ہیں کہ:

«قَدْ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى جَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ»[11]

"فضائلِ اعمال (کے ابواب) میں ضعیف حدیث پر عمل کے جوازپر سب علماء کا اتفاق ہے۔"

ابن حجر الہیثمی شرح الأربعين میں لکھتے ہیں کہ:

«قَدْ اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى جَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِيْثِ الضَّعِيْفِ فِيْ فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ لِأَنَّهٗ إِنْ كَانَ صَحِيْحًا فِيْ نَفْسِ الْأَمْرِ فَقَدْ أَعْطٰيَ حَقَّهٗ مِنَ الْعَمَلِ بِهٖ وَإِلَّا لَمْ يَتَرَتَّبْ عَلَى الْعَمَلَ بِهٖ مُفْسِدَةُ تَحْلِيْلٍ وَّلَا تَحْرِيْمٍ وَّلَا ضِيَاعٍ حَقٍّ لِّلْغَيْرِ»[12]

"اس لیے کہ اگر حقیقت میں یہ صحیح ہے تو اس پر عمل کرنے سے اس کا حق ادا ہو گیا ، اور اگر صحیح نہیں ہے تو اس پر عمل کرنے سے نہ تو حلال کو حرام کرنا لازم آیا اور نہ اس کے برعکس اور نہ ہی دوسرے کی حق تلفی یا حق ضائع کرنے کا خطرہ ہے۔"

ضعیف حدیث پر عمل کے جواز میں امام نووی لکھتے ہیں کہ:

«اَلْمُحَدِّثِيْنَ وَالْفُقَهَاءِ وَغَيْرِهِمْ: يَجُوْزُ وَ يُسَتَحَبُّ الْعَمَلُ فِيْ الْفَضَائِلِ وَالتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ بِالْحَدِيْثِ الضَّعِيْفِ مَا لَمْ يَكُنْ مَوْضُوْعًا وَأَمَّا الْأَحْكَامُ كَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَالْبَيْعِ وَالنِّكَاحِ وَالطَّلَاقِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ فَلَا يُعْمَلُ فِيْهَا إِلَّا بِالْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ أَوِ الْحَسَنِ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ فِيْ اِحْتِيَاطٍ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ كَمَا إِذَا وَرَدَ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ بِكَرَاهَةٍ بَعْضِ الْبُيُوْعِ أَوِ الْأَنْكِحَةِ فَإِنَّ الْمُسْتَحَبَّ أَنْ يَّتَنَزَّهٗ عَنْهٗ»[13]

"محدثین و فقہاء کرام فضائل اور ترغیب و ترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل جائز اور مستحب سمجھتے ہیں، بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو۔اور جہاں تک حلال و حرام، بیع اور نکاح و طلاق وغیرہ جیسے احکام کا تعلق ہے تو ان میں حدیث صحیح اور حسن کے بغیر عمل نہیں کیا جاتا۔الا یہ کہ اس میں سے کسی معاملے میں احتیاط مطلوب ہو جیسے اگر بعض بیوع اور نکاح کی کراہت کے بارے میں کوئی ضعیف حدیث ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس سے بچا جائے۔"

ائمہ ومحدثین نے شریعت کے اصول وقوانین مرتب کرنے ،حلال وحرام کا فیصلہ کرنے کے لیے جس بلند معیار کی احادیث منتخب کی ہیں اور جتنی سخت نگرانی کی اس طرح ترغیب وترہیب کی احادیث کے معاملے میں نہیں کی، بلکہ ان میں ایک حد تک نرمی سے کام لیا گیا۔چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ اور عبدالرحمٰن بن مہدی سے منقول ہے کہ:

«إِذَا رَوَيْنَا فِيْ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَالْأَحْكَامِ شَدَدْنَا فِيْ الْأَسَانِيْدِ وَ إِذَا رَوَيْنَا فِيْ الْفَضَائِلِ الْأَعْمَالِ وَنَحْوِهَا تُسَاهِلْنَا»[14]

"اور جب ہم حلال و حرام اور احکام سے متعلق کوئی حدیث روایت کرتے تو اسانید میں سختی سے کام لیتے اور جب ہم فضائل اعمال سے متعلق کوئی حدیث روایت کرتے تو نرمی سے کام لیتے (اگرچہ ان کے راوی اس قدر قابل اعتماد نہ بھی ہوں)۔"

نرمی برتنے کی وجہ یہی بتاتے ہیں کہ اگر وہ حدیث فی الواقع صحیح ہے تو اس پر عمل کرکے اس حدیث کا حق ادا ہوجاتا ہے اور اگر بالفرض وہ حدیث صحیح نہ تھی تو تب بھی کسی حلال وحرام کا نقصان نہیں ہوگا اور نہ ہی کسی کی حق تلفی ہوگی۔

البتہ ائمہ متأخرین کے نزدیک حدیث ضعیف سے استشہاد کے سلسلے میں درج ذیل تین آراء منقول ہیں:

- کچھ علماء ضعیف حدیث پر عمل کو مطلقاً ناجائز قرار دیتے ہیں۔
- کچھ علماء ومحدثین ضعیف حدیث کے نقل وروایت کی عام اجازت دیتے ہیں۔
- جبکہ علماء ومحدثین کی ایک جماعت ضعیف حدیث سے استشہاد کے سلسلے میں کچھ حدود وقیود متعین کرتے ہیں کہ کن ابواب میں ضعیف حدیث کو قبول کیا جائے گا اور کن ابواب میں نہیں؟؟

ضعیف حدیث قبول کرنے کی شرائط

جمہور فقہاء ضعیف احادیث کو فضائل اعمال (ترغیب وترہیب) کے باب میں چند شرائط کے ساتھ جائز وقابلِ قبول قرار دیتےہیں۔ ائمہ ومحدثین میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ؒ، حافظ ابن صلاحؒ ، امام نوویؒ،ابن دقیق العیدؒ،امام سخاویؒ اورابن کثیرؒ وغیر سب درج ذیل شرائط پر اتفاق کیا ہے۔

ابن دقیق "شرح الأربعین النووی"درج ذیل دو شرائط بیان کرتے ہیں:

«أَنْ لَّا يَشْتَدَّ ضُعْفَهٗ بِأنْ لَّا يَخْلُوْ طَرِيْقَ مِنْ طُرُقِهٖ مِنْ كَذَّابٍ أَوْ مُهْتَمٍّ بِالْكِذْبِ وَأَنْ يَّكُوْنَ دَاخِلًا تَحْتَ: أَصْلٍ كُلِّيٍّ»[15]

"(۱)ضعف شدید نہ ہو،یعنی کسی طریق میں کوئی راوی کذّاب یا مہتم بالکذب نہ ہو۔ (۲)حدیث کسی اصل کے تحت آتی ہو،یعنی کسی شرعی کلیہ یا قاعدے کے تحت۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں رقمطراز ہے کہ:

«تَجُوْزُ رِوَايَةُ الْحَدِيْثِ الضَّعِيْفِ إِنْ كَانَ بِهٰذَا الشَّرْطَيْنِ : أَلَّا يَكُوْنَ فِيْهِ حُكَمِ وَأَنْ تَشْهَدَ لَهُ الْأُصُوْلُ»[16]

"ضعیف حدیث کی روایت جائز ہے مگر دو شرائط کے ساتھ، ایک یہ کہ اس پر وضع کا حکم نہ ہو اور دوسری شرط اصول حدیث کی شہادت ہے۔"

علامہ طاہر الجزائری الدمشقی لکھتے ہیں ضعیف حدیث سے متعلق کہ:

«أَنَّهٗ يَلْزِمُ بَيَانُ ضِعْفِ الضَّعِيْفِ الْوَارِدِ فِى الْفَضَائِلِ وَنَحْوِهَا كَيْ لَا يُعْتَقَدَ ثَبُوْتُهٗ فِيْ نَفْسِ الْأَمْرِ مَعَ أَنَّهٗ رُبَمَا كَانَ غَيْرَ ثَابِتٍ فِيْ نَفْسِ الْأَمْرِ»[17]

"ضعیف حدیث جو فضائل اعمال (جو عقائد سے متعلق نہ ہوں) میں وارد ہو اس کی ضعف کو بیان کرنا لازم

ہے،تاکہ واقع میں اس کے ثبوت کا یقین نہ ہوجائے حالانکہ اکثر ضعیف حدیث واقعی ثابت نہیں ہوتی ہے"

امام سیوطیؒ تدریب الراوی میں ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے لیے کچھ ایسے ہی شرائط بیان کیے ہیں:

- پہلی شرط یہ ہے کہ ضعف غیر شدید ہو یعنی ضعف شدید نوعیت کا نہ ہو،لہذا اس سے کذاب، متہم بالکذب اور فحش غلطی کرنے والے خارج ہو جاتے ہیں۔
- دوسرا یہ کہ اصل عام کے تحت درج ہو یعنی ضعیف حدیث کسی اصل حدیث کے تحت درج ہو ، اس سے وہ اختراع (نئی بات نکالنا)خارج ہو جائے گی جس کی اصل نہیں ہوتی۔
- اور ضعیف حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس کے ثابت ہونے کا اعتقاد (یقین) نہ ہو بلکہ احتیاطاً اس پر عمل کرے۔[18]

مذکورہ شرائط سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ ضعیف حدیث کو بطور استدلال اسی وقت پیش کیا جاسکتا ہے کہ جب اس میں یہ تمام شرائط موجود ہو نیز یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ فضائل کے باب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ضعیف حدیث کی بنا ء پر ہم کسی عبادت یا حکم کو واجب و مستحب قرار دیں یا پھر ایسی ضعیف حدیث سے جس کی کوئی اصل نہ ہو اور جو شرعی دلیل وحجت نہ بن سکتی ہو اس سے استحباب ثابت کر لی جائے۔کیوں کہ شرعی حکم اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتا۔بلکہ فضائل کے باب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر دلیل شرعی سے

کسی معین عبادت یا ثابت شدہ نیک اعمال جیسے "تلاوت قرآن پاک ، ذکر اذکار،قیام اللیل، اہتمام نوافل، دعا، صدقہ و خیرات، نفلی روزہ یا حسن سلوک وغیرہ " کا استحباب ثابت ہو تو ان کی فضیلت (امید اجر و ثواب)میں اگر کوئی ضعیف حدیث مروی ہو اور معلوم بھی ہو کہ موضوع نہیں ہے تو اس پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اسی طرح وہ برے اعمال جن سے اجتناب یا کنارہ کشی کا حکم دیا گیا ہو جیسے "جھوٹ، غیبت، دوسروں کی حق تلفی، نا حق مال پر قبضہ کرنا وغیرہ" ان کی کراہت یا خوف سزا و عذاب سے متعلق مروی ضعیف احادیث پر عمل کرنا بھی جائز ہے۔ایسی احادیث پر عمل کرنے کا مقصد و منشاء صرف یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کو اس عبادت کی ترغیب دلا کر اس کی اہمیت و فضیلت کی وضاحت کی جائے۔اسی طرح ترغیب و ترہیب یعنی امید اور خوف دلانے کے لیے اسرائیلی روایات (خوابین)، علماءکرام کے اقوال و واقعات اور سلف صالحین کے معقولات وغیرہ بھی بیان کیے جاتے ہیں۔کیوں کہ ان سے بھی نہ تو کوئی شرعی حکم ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی استحباب ثابت ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام

مذکورہ بالا تصریحات سے مترشح ہوتا ہے کہ کتب وعظ بالخصوص فضائل اعمال کے ابواب میں ضعیف حدیث سے استشہاد اسی وقت ممکن ہے کہ جب تک مذکورہ بالاتمام شرائط اس میں موجود ہوں۔لیکن صد افسوس کہ محدثین کی اس رعایت اور نرمی کی بنیاد پر عصر حاضر

میں نہ صرف ضعیف بلکہ منکروموضوع روایات تک سے استشہاد کا رواج عام ہوگیا، جہاں ایک جانب ابواب فضائل ومناقب میں یہ روایات عام تسلیم کی جاتی ہیں وہاں دوسری طرف ایک طبقہ ایسا بھی موجود ہے جو ان کی بیناد پر بہت سے عقیدے ورسوم اختراع کرچکے ہیں،جن کا ابتدائی ادوار میں نام ونشان تک نہیں تھا جیسے یہ کہ:«**ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا مشی لم یکن له ظل**»[19] "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو آپ کا سایہ نہ ہوتا"۔اور یہ کہ جب «**سَمِعَ قول المؤذن أشهد أن محمد رَسُولُ اللَّه قَالَ هَذَا وَقَبَّلَ بَاطِنَ الأُنْمُلَتَيْنِ السَّبَّابَتَيْنِ وَمَسَحَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيلِي فَقَدْ حَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِي**»[20] "جو شخص مؤذن کی اس شہادت (أشْهَد أنَّ محمداً رسولُ اللہ) سنتے وقت اپنی انگلیوں کے پوروں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر پھیرے ۔نبی کریمﷺ نے فرمایا جو کوئی ایسا کرے تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی"۔ جیسی روایات نہ صرف شدید ضعف کی حامل ہیں بلکہ ان میں بہت سی روایات موضوع بھی ہیں۔ ان کے متعلق علامہ سخاوی،ابوطالب المالکی اور ملا علی قاری رحمہم اللہ نے "لا یصح" کا حکم لگاتے ہوئے موضوع قرار دیا ہے۔جیسے ملا علی قاری الموضوعات الکبری میں فرماتے ہیں کہ:

«وَكُلُّ مَا يُرْوَى فِي هَذَا فَلَا يَصِحُّ»[21]

"ان روایات میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے ان میں سے کچھ بھی صحیح نہیں۔"

لہذا دین کے ہرمعاملے میں احتیاط ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ کوئی بھی حدیث بیان کرنے سے قبل اس کی جانچھ پڑتال کرنی چاہیے یا ان کتب سے احادیث نقل کی جائیں جن میں محدثین نے غایت درجہ تحقیق کے بعد احادیث کو جمع کیا ہے۔

حوالہ جات

[1] ابن منظور،محمد بن مکرم بن منظور،لسان العرب،دار صادر□بیروت،باب الضاد،ص 2587□

[2] القرآن، 4:28

[3] ابن قیم الجوزی،محمد بن ابی بکر بن أیوب بن سعد شمس الدین(م:751ھ)،إعلام الموقعین عن رب العالمین، تحقیق: محمد عبدالسلام ابرا□یم، دار الکتب العلمی□ □ بیروت، 1411ھ □1991ء، ج1،ص61□

[4] ابن حزم،أبومحمد علی بن احمد بن سعید الأندلسی القرطبی الظا□ری(م:456ھ)،الإحکام في أصول الأحکام،تحقیق: الشیخ أحمد محمد شاکر،دار الآفاق الجدید□□بیروت، الباب في إبطال القیاس في أحکام الدین،ج7،ص54□

[5] البی□قی ،أبوبکر أحمد بن الحسین بن علی(384□458ھ)، السنن الکبیر ،تحقیق: الدکتور عبدالل□ بن عبدالمحسن، مرکز □جر للبحوث والدراسات العربی□ والاسلامی□،1432ھ□2011م، بابُ تَركِ الوُضوءِ من القَهقَهَةِ في الصلاة،ج1،ص421□

[6] الدارقطنی،أبوالحسن علی بن عمر بن أحمد بن م□دی بن مسعود(م:385ھ)،سنن الدارقطنی، تحقیق: شعیب الارنؤوط،مؤسس□ الرسال□، بیروت□لبنان،1424ھ□2004م ،بَابُ الْمَهْرِ،رقم الحدیث:3606،ج4،ص 360□

[7] الشیبائی،أبوعبدالل□ أحمد بن محمد بن حنبل بن ھلال(م:241ھ)،مسند الامام أحمد بن حنبل،تحقیق: شعیب الارنؤوط،مؤسس□ الرسال□، 1421ھ□2001م، ج1،ص66□

[8] ابن صلاح، عثمان بن عبدالرحمٰن، أبوعمرو، تقی الدین (م:643ھ)، مقدم□ ابن الصلاح، دارالفکر المعاصر□ بیروت، 1406ھ□ 1986م، باب مَعْرِفَةُ الْمُرْسَلِ،ج1،ص55□

[9] بلقینی،سراج الدین،محاسن الاصطلاح،دارالکتب□مصر،1974ء،ج1،ص141□

[10] السیوطی،عبدالرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین(م:911ھ)،تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی،تحقیق: أبو قتیب□ نظر محمد الفاریابی،دار طیب□، ج1،ص183□

[11] الرعینی المالکی،شمس الدین أبو عبدالل□ محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن(م:954ھ)،مواھب الجلیل في شرح مختصر خلیل، دار الفکر،1412ھ□1992م،ج1ص17□

[12] ابن دقیق،تقی الدین أبو الفتح محمد بن علی بن وھب(م:702ھ)،شرح الأربعین النوویة في الأحادیث الصحیحة النبویة، مؤسس□ الریان،1424ھ،ج1،ص20□

[13] النووی،أبوزکریا محیی الدین یحیی بن شرف(م:676ھ)،الأذکار النوویة ، تحقیق: محیی الدین مستو،دار ابن کثیر،دمشق□بیروت، 1410ھ□1990م،ج1،ص47□

[14] السیوطی،تدریب الراوی،ج1،ص 298□

[15] ابن دقیق،تقی الدین أبو الفتح محمد بن علی بن وھب(م:702ھ)،شرح الأربعین النوویة في الأحادیث الصحیحة النبویة،ج1،ص20□

[16] العسقلانی،أبو الفضل،أحمد بن علی بن حجر،الاصاب□ فی تمییز الصحاب□،دارالجیل□بیروت، 1412،ج5،ص 690□

[17] طاھر الجزائری الدمشقی،توجی□ النظر الیٰ أصول الأثر،مکتب□ المطبوعات الاسلامی□□حلب، 1416ھ □ 1995م،ج2،ص 654□

[18] السیوطی،تدریب الراوی،محقق عبدالوھاب عبداللطیف،مکتب□ الریاض الحدیث□□الریاض،ج1،ص298،299□

[19] المکی،عبدالل□ بن سعید بن محمد عبادی الحضرمی الشحاری(م:1410ھ)،منتھی السؤل علی وسائل الوصول إلی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،دار المنھاج □ جدّ□، 1426ھ□2005م،ج1،ص 248□

[20] سخاوی،شمس الدین أبوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن(م:902ھ)،المقاصد الحسنة في بیان کثیر من الأحادیث المشتھرة علی الألسنة،تحقیق: محمد عثمان الخشت، دار الکتاب العربی□ بیروت، 1405ھ□ 1985م،ج1،ص605□

[21] ملا علی قاری،علی بن(سلطان) محمد،أبو الحسن نورالدین(م:1014ھ)،الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبری،تحقیق:محمد الصباح، مؤسس□ الرسال□ □ بیروت،ج1،ص316□